فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): مندرجہ ذیل واقعہ کی کیا حقیقت ہے؟

❀ امام ابن مقری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ أَنَا وَالطَّبَرَانِيُّ، وَأَبُو الشَّيْخِ بِالْمَدِيْنَةِ، فضَاقَ بِنَا الْوَقْتُ، فَوَاصَلْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ، فَلَمَّا كَانَ وَقْتُ الْعِشَاءِ حَضَرْتُ الْقَبْرَ، وَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْجُوْعُ، فَقَالَ لِي الطَّبَرَانِيُّ : اِجْلِسْ، فَإِمَّا أَنْ يَكُونَ الرِّزْقُ أَوِ الْمَوْتُ، فَقُمْتُ أَنَا وَأَبُو الشَّيْخِ، فَحَضَرَ الْبَابَ عَلَوِيٌّ، فَفَتَحْنَا لَهٗ، فَإِذَا مَعَهٗ غُلَامَان بِقُفَّتَيْنِ فِيْهِمَا شَيْءٌ كَثِيْرٌ، وَقَالَ : شَكَوْتُمُونِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ رَأَيْتُهٗ فِي النَّوْمِ، فَأَمَرَنِي بِحَمْلِ شَيْءٍ إِلَيْكُمْ.

''میں، امام طبرانی اور امام ابو الشیخ رحمہم اللہ مدینہ میں مقیم تھے۔ کس مپرسی کے حالات تھے۔ ہم نے اس دن بغیر کھائے پیئے روزہ رکھا، جب عشاء کا وقت ہوا، تو میں نے قبر (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) پر حاضری دی، عرض کیا: اللہ کے رسول! بھوک نے نڈھال کر رکھا ہے! امام طبرانی رحمہ اللہ نے مجھے کہا: بیٹھ جائیے، اب یا تو رزق آئے گا یا موت۔ میں اور امام ابو الشیخ کھڑے ہوئے، تو دروازے پر

ایک شخص آیا، جس کا تعلق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تھا، ہم نے دروازہ کھولا، تو دیکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ دو بچے کھڑے ہیں، جن کے ہاتھ میں کھانے سے بھری دو ٹوکریاں تھیں۔ وہ شخص کہنے لگا: آپ نے میری شکایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے؟ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم فرما رہے ہیں کہ آپ (تینوں) کے پاس کچھ کھانے کے لیے لے کر جاؤں۔''

(سِيَر أعلام النُّبلاء للذّهبي : 400/16)

(جواب): ابوبکر بن ابی علی کے نیچے سند نامعلوم ہے، لہٰذا یہ واقعہ باطل ہے۔

(سوال): کیا نفلی روزہ توڑنے پر کفارہ ہے؟

(جواب): بغیر عذر کے نفلی روزہ توڑا جا سکتا ہے۔ اس کے توڑنے پر کفارہ نہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ : هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟ فَقُلْنَا : لَا، قَالَ : فَإِنِّي إِذَنْ صَائِمٌ، ثُمَّ أَتَانَا يَوْمًا آخَرَ فَقُلْنَا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ : أَرِينِيهِ، فَلَقَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا فَأَكَلَ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے پاس آئے اور پوچھا: کیا گھر میں کھانا موجود ہے؟ عرض کیا: جی نہیں۔ فرمایا: تب میں روزے سے ہوں، پھر کسی اور دن تشریف لائے، تو ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! تحفے میں حلوہ آیا ہے، فرمایا: لائیں، ویسے تو صبح میں نے روزہ رکھا تھا، پھر آپ نے حلوہ کھالیا۔''

(صحيح مسلم : 1154)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

فِي الرِّوَايَةِ الثَّانِيَةِ التَّصْرِيحُ بِالدَّلَالَةِ لِمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَمُوَافِقِيهِ فِي أَنَّ صَوْمَ النَّافِلَةِ يَجُوزُ قَطْعُهُ وَالْأَكْلُ فِي أَثْنَاءِ النَّهَارِ وَيَبْطُلُ الصَّوْمُ لِأَنَّهُ نَفْلٌ فَهُوَ إِلٰى خِيَرَةِ الْإِنْسَانِ فِي الْابْتِدَاءِ وَكَذَا فِي الدَّوَامِ وَمِمَّنْ قَالَ بِهٰذَا جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَآخَرُونَ وَلٰكِنَّهُمْ كُلَّهُمْ وَالشَّافِعِيَّ مَعَهُمْ مُتَّفِقُونَ عَلَى اسْتِحْبَابِ إِتْمَامِهِ.

''دوسری روایت امام شافعی اور آپ کے موافقین کی دلیل ہے، کہ نفلی روزہ توڑ کر کچھ کھا لینا جائز ہے، اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔ کیوں کہ یہ نفل ہے اور نفل جیسے ابتدا میں انسان کی مرضی پر ہوتا ہے، ایسے ہی اسے جاری رکھنا بھی مرضی پر موقوف ہے۔ یہ موقف صحابہ کرام کی ایک جماعت، امام احمد، امام اسحاق رحمہم اللہ وغیرہم کا ہے، لیکن امام شافعی رحمہ اللہ سمیت تمام اسے مکمل کرنا مستحب سمجھتے ہیں۔''

(شرح النّووي: 35/8)

۞ سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ، فَقَالَ: أَصُمْتِ أَمْسِ؟، قَالَتْ: لَا، قَالَ: تُرِيدِينَ أَنْ تَصُومِي غَدًا؟ قَالَتْ: لَا، قَالَ: فَأَفْطِرِي.

”جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ میرے ہاں آئے، میں روزہ سے تھی، پوچھا: کل آپ نے روزہ رکھا تھا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: آئندہ کل کا ارادہ ہے؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: تو پھر افطار کر دیں۔“

(صحيح البخاري: 1986)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

دَلَّ عَلٰی أَنَّ الشُّرُوعَ فِي الْعِبَادَةِ لَا يَسْتَلْزِمُ الْإِتْمَامَ إِذَا كَانَتْ نَافِلَةً بِهٰذَا النَّصِّ فِي الصَّوْمِ وَبِالْقِيَاسِ فِي الْبَاقِي، فَإِنْ قِيلَ: يَرِدُ الْحَجَّ قُلْنَا: لَا، لِأَنَّهُ امْتَازَ عَنْ غَيْرِهِ بِلُزُومِ الْمُضِيِّ فِي فَاسِدِهِ فَكَيْفَ فِي صَحِيحِهِ وَكَذٰلِكَ امْتَازَ بِلُزُومِ الْكَفَّارَةِ فِي نَفْلِهِ كَفَرْضِهِ.

”یہ حدیث دلیل ہے کہ نفلی عبادت کا آغاز کرنے پر اسے مکمل کرنا ضروری نہیں۔ روزوں میں تو یہ واضح نص ہے اور باقی عبادات میں اس پر قیاس کیا جائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ پھر تو حج میں بھی ایسا ہی ہونا چاہیے! ہم کہیں گے کہ نہیں، حج اس سے مستثنیٰ ہے، کیوں کہ حج فاسد ہو جائے، تب بھی اسے جاری رکھنا ضروری ہے، چہ جائیکہ حج کو درمیان میں چھوڑ دیا جائے۔ اسی طرح فرض حج کی طرح نفل حج میں بھی کفارہ لازم ہوتا ہے (لہٰذا اسے دیگر عبادات پر قیاس کرنا درست نہیں۔)“

(فتح الباري: 107/1)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے:

بَابُ صِيَامِ التَّطَوُّعِ وَالْخُرُوجِ مِنْهُ قَبْلَ تَمَامِهِ .

''نفلی روزہ اور اسے مکمل کرنے سے پہلے افطار کا بیان۔''

(السّنن الکبرٰی : 455/4)

❁ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً، فَقَالَ لَهَا : مَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ : أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا، فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فَقَال : كُلْ؟ قَالَ : فَإِنِّي صَائِمٌ، قَالَ : مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ، قَالَ : فَأَكَلَ، ...... فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : صَدَقَ سَلْمَانُ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سلمان فارسی اور سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہما میں مواخات قائم کی۔سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے ،تو دیکھا کہ سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کی حالت پراگندہ ہے۔ پوچھا: یہ کیا؟ کہا: آپ کے بھائی ابو درداء کو دنیا کی کوئی غرض نہیں۔سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ آئے اور سلمان رضی اللہ عنہ کے لیے کھانا پیش کیا۔سلمان نے کہا: کھایئے ،فرمایا: میں روزے سے ہوں۔فرمایا : آپ کھائیں گے،تو میں کھاؤں گا،تو سیدنا ابودرادء رضی اللہ عنہ نے کھالیا۔اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:سلمان نے درست کیا۔''

(صحيح البخاري : 1968)

❁ امام بخاری رحمہ اللہ کی تبویب:

بَابُ مَنْ أَقْسَمَ عَلٰى أَخِيهِ لِيُفْطِرَ فِي التَّطَوُّعِ، وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ قَضَاءً إِذَا كَانَ أَوْفَقَ لَهٗ .

''کسی پر قسم اٹھا دی کہ وہ نفل روزہ افطار کر دے گا، اب اگر اس نے روزہ افطار کر دیا ہے تو اس پر قضا نہیں۔''

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فِيهِ جَوَازُ الْفِطْرِ مِنْ صَوْمِ التَّطَوُّعِ كَمَا تَرْجَمَ لَهُ الْمُصَنِّفُ وَهُوَ قَوْلُ الْجُمْهُورِ وَلَمْ يَجْعَلُوا عَلَيْهِ قَضَاءً إِلَّا أَنَّهٗ يُسْتَحَبُّ لَهٗ ذٰلِكَ .

''ترجمۃ الباب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس حدیث میں نفلی روزہ افطار کرنے کا جواز ہے۔ جمہور کا یہی مذہب ہے، نیز روزہ توڑنے والے پر قضا ضروری نہیں، البتہ مستحب ہے۔''

(فتح الباري : 4/212)

سوال: جان بوجھ کر فرض روزہ توڑنے پر قضا ہے؟

جواب: بغیر عذر کے جان بوجھ کر فرض روزہ توڑنے پر قضا ہے، کفارہ نہیں ہے۔ مرض یا سفر کی وجہ سے روزہ افطار کر دے، تو دوسرے دونوں میں قضا دے گا، جس نے جان بوجھ کر افطار کیا، وہ بالا ولیٰ قضا دے گا، نیز توبہ کرے گا۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ، وَّإِنِ اسْتَقَاءَ فَلْيَقْضِ .

''جس کو روزے کی حالت میں خود بخود قے آ جائے، اس پر قضا نہیں ہے (یعنی اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا) اور جو قصداً قے کرے، اس پر قضا لازم ہے۔''

(مسند أحمد : 498/2، سنن أبي داوٗد : 2380، سنن التّرمذي : 720، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۳۸۵) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۹۶۰، ۱۹۶۱) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۵۱۸) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۴۲۶، ۴۲۷) نے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ ہشام بن حسان کی محمد بن سیرین سے روایت سماع پر محمول ہے۔

عیسیٰ بن یونس کی متابعت حفص بن غیاث نے کی ہے۔

❁ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَأَفْطَرَ قَالَ : فَلَقِيتُ ثَوْبَانَ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ : صَدَقَ أَنَا صَبَبْتُ لَهُ الْوَضُوءَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قے آئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ توڑ دیا، کہتے ہیں : دمشق کی مسجد میں میری ملاقات ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہوئی، میں نے اُن سے یہ بات ذکر کی، تو کہنے لگے : انہوں نے سچ کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروانے کے لیے پانی میں نے ہی بہایا تھا۔''

(سنن أبي داوٗد :2381، سنن التّرمذي : 87، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۸)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۹۵۶) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۰۹۷) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (۴۲۶/۱) نے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

✿ امام ابن مندہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ مُتَّصِلٌ صَحِيحٌ . ''اس کی سند متصل صحیح ہے۔''

(التّلخيص الحبير لابن حجر : 190/2)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے:

مَنْ قَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيُفْطِرْ .

''جس نے روزے کی حالت میں (جان بوجھ کر) قے کی، وہ افطار کر دے۔''

(السّنن الكبرٰى للنّسائي : 3118، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَقَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ، فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ، وَمَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ .

''جس نے روزے کی حالت میں جان بوجھ کر قے کی، اس پر قضا ہے اور جسے خود بخود قے آئی، اس پر قضا نہیں ہے۔''

(مؤطأ الإمام مالك : 304/1، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

فِي رَجُلٍ تَقَيَّأَ لَمْ يَتَعَمَّدْ ذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ، فَقَالَ أَبِي : أَرٰى أَنْ لَّا يُعِيدَ صَوْمَ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ لِأَبِي : فَإِنْ هُوَ تَقَيَّأَ تَعَمَّدَ ذٰلِكَ،

قَالَ : أَرٰى أَنْ يُّعِيدَ الصَّوْمَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ كَفَّارَةٌ .

''جس شخص کو رمضان کے روزے میں قے آجائے، اس نے ایسا جان بوجھ کر نہ کیا ہو، تو میرے مطابق وہ روزے کی قضا نہیں دے گا۔ (یعنی اس کا روزہ برقرار رہے گا۔) میں (عبداللہ بن احمد) نے والد گرامی سے پوچھا: اگر کوئی جان بوجھ کر قے کرے؟ فرمایا: میرے مطابق وہ اس روزے کی قضا دے، لیکن اس پر کفارہ نہیں ہے۔''

(مسائل الإمام أحمد برواية ابنه عبد اللّٰه، ص 184)

جان بوجھ کر قے کرے، تو فرض روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس پر قضا ہے، تو جب جان بوجھ کر کھا پی لے، تو اس پر بھی قضا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِقْضُوا اللّٰهَ الَّذِي لَهٗ، فَإِنَّ اللّٰهَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ .

''اللہ تعالیٰ کا حق ادا کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کا حق ادا کیا جائے۔''

(صحيح البخاري : 7315)

روزہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے، اگر جان بوجھ کر توڑ دے گا، تو قضا کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا حق پورا کرے گا۔

❁ جابر بن زید رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ جو شخص جان بوجھ کر رمضان کا روزہ توڑ دے، وہ کیا کرے؟ فرمایا:

لِيَصُمْ يَوْمًا مَكَانَهٗ، وَيَصْنَعُ مَعَ ذٰلِكَ مَعْرُوفًا .

''اس کی قضا میں ایک روزہ رکھے، نیز کوئی نیکی بھی کرے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 9775، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا، جو جان بوجھ کر رمضان کا روزہ توڑ دے، فرمایا:

يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ ذٰلِكَ، وَيَتُوبُ إِلَيْهِ، وَيَقْضِي يَوْمًا مَّكَانَهٗ .

''وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے اور ایک روزے کی قضا دے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 9778، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: میزان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اجماعی واتفاقی عقیدہ ہے کہ روز قیامت ترازو قائم ہوگا، یہ ترازو حسی اور حقیقی ہوگا۔ اس کے دو پلڑے اور ایک ڈنڈی ہوگی۔ جن پر بندوں کے اچھے برے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ اعمال کے ساتھ ساتھ عمل کرنے والے انسان کو بھی تولا جائے گا۔ معتزلہ اور بعض متکلمین کہتے ہیں کہ میزان سے مراد عدل ہے، کیونکہ اعمال اعراض ہیں، اعراض کو تولا نہیں جاسکتا۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ اعمال کو جسم دیے جائیں گے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾(الأنبياء : ٤٧)

''ہم روز قیامت عدل وانصاف کے ترازو قائم کریں گے۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهٗ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ، وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهٗ فَأُولٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ﴾

(المؤمنون : ۱۰۲ـ۱۰۳)

''جن کا ترازو بھاری ہوا، وہ فلاح پا جائیں گے اور جن کا میزان ہلکا نکلا، تو یہ وہ ظالم ہوں گے، جنہوں نے خود پر ہی ظلم ڈھایا، یہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔''

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ؛ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ .

''دو کلمے، رحمٰن کو بہت محبوب ہیں، زبان پر (ادا کرنے میں) بہت آسان ہیں اور میزان میں بہت وزنی ہیں؛ سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم۔''

(صحيح البخاري : 7563، صحيح مسلم : 2694)

❁ اس حدیث کے تحت حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الثِّقْلُ فَعَلَى الْحَقِيقَةِ عِنْدَ عُلَمَاءِ أَهْلِ السُّنَّةِ؛ إِذِ الْأَعْمَالُ تُتَجَسَّمُ حِينَئِذٍ .

''(ان کلمات کا میزان میں) بھاری ہونا اہل سنت کے ہاں حقیقی ہے، کیونکہ اس وقت اعمال کو جسم دے دیا جائے گا۔''

(قوت المُغتذي : 855/2)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، وَقَالَ : اقْرَؤُوا : ﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾ (الكهف : ١٠٥)

''روز قیامت ایک بھاری بھرکم آدمی آئے گا، اس کا وزن اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا۔ مزید یہ آیت پڑھ لیں: ﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾(الکهف: ١٠٥) ''روز قیامت ہم ان کے لیے میزان ہی قائم نہیں کریں گے۔''

(صحيح البخاري: 4729، صحيح مسلم: 2785)

❁ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا:
مِمَّ تَضْحَكُونَ؟ قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، مِنْ دِقَّةِ سَاقَيْهِ، فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ، لَهُمَا أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ أُحُدٍ.
''آپ ہنس کیوں رہے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے نبی! ابن مسعود کی باریک باریک پنڈلیوں سے۔ فرمایا: اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ پنڈلیاں میزان میں اُحد پہاڑ سے بھی وزنی ہوں گی۔''

(مسند الإمام أحمد: 420/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ (٧٠٦٩) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
إِنَّ اللّٰهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي عَلٰى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا؟ أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُونَ؟ فَيَقُولُ: لَا، يَا رَبِّ، فَيَقُولُ: أَفَلَكَ عُذْرٌ؟ فَيَقُولُ:

لَا يَا رَبِّ، فَيَقُولُ : بَلٰى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً، فَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ، فَتَخْرُجُ بِطَاقَةٌ فِيهَا : أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَيَقُولُ : احْضُرْ وَزْنَكَ، فَيَقُولُ : يَا رَبِّ مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ، فَقَالَ : إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ، قَالَ : فَتُوضَعُ السِّجِلَّاتُ فِي كَفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِي كَفَّةٍ، فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ، فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ .

''اللہ تعالیٰ روز قیامت میری امت کے ایک آدمی کو تمام لوگوں کے سامنے الگ کرے گا، اس کے (اعمال کے) ننانوے دفاتر پھیلا دیے جائیں گے، ہر دفتر تا حد نگاہ وسیع ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا: کیا تجھے اس میں سے کسی چیز پر اعتراض ہے؟ کیا تم پر میرے محافظ کاتبوں نے ظلم کیا ہے؟ وہ کہے گا: نہیں، میرے رب! اللہ تعالیٰ کہے گا: تیرے پاس کوئی عذر؟ وہ کہے گا: نہیں، میرے رب! اللہ تعالیٰ کہے گا: بلکہ تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے، آج تیرے ساتھ ظلم نہیں ہوگا۔ پھر ایک پرچی نکالی جائے گی، جس پر کلمہ شہادت لکھا ہوگا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ، اپنے اعمال کا وزن خود دیکھ لو۔ وہ کہے گا: میرے رب! اس پرچی کا ان (بڑے بڑے) دفاتر کے ساتھ کیا مقابلہ؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھ سے کوئی ظلم وزیادتی نہیں ہوگی۔ تو تمام دفاتر کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا اور پرچی کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا، وہ تمام دفاتر (ہلکے

ہونے کی وجہ سے) اوپر اُٹھ جائیں گے اور پرچی جھک جائے گی۔ (در اصل) اللہ کے نام سے زیادہ کسی چیز کا وزن نہیں ہوگا۔''

(سنن الترمذي: 2639، سنن ابن ماجه: 4300، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۲۵) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۵۲۹) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ يُمْكِنُ الْجَمْعُ بَيْنَ هٰذِهِ الْآثَارِ بِأَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ كُلُّهٗ صَحِيحًا، فَتَارَةً تُوزَنُ الْأَعْمَالُ، وَتَارَةً تُوزَنُ مَحَالُّهَا، وَتَارَةً يُوزَنُ فَاعِلُهَا .

''ان احادیث میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ یہ تمام حدیثیں صحیح ہیں، لہٰذا کبھی اعمال کو تولا جائے گا، کبھی اعمال کے دفاتر کو اور کبھی اعمال کرنے والے کو۔''

(تفسير ابن كثير: 390/3)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُلْتَفَتُ إِلٰى مُلْحِدٍ مُعَانِدٍ يَقُولُ : الْأَعْمَالُ أَعْرَاضٌ لَا تَقْبَلُ الْوَزْنَ، وَإِنَّمَا يَقْبَلُ الْوَزْنَ الْأَجْسَامُ! فَإِنَّ اللّٰهَ يَقْلِبُ الْأَعْرَاضَ أَجْسَامًا ...... فَثَبَتَ وَزْنُ الْأَعْمَالِ وَالْعَامِلِ وَصَحَائِفِ الْأَعْمَالِ، وَثَبَتَ أَنَّ الْمِيزَانَ لَهٗ كِفَّتَانِ، وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ بِمَا وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْكَيْفِيَّاتِ، فَعَلَيْنَا الْإِيمَانُ بِالْغَيْبِ، كَمَا أَخْبَرَنَا الصَّادِقُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَلَا

نُقْصَان، وَيَا خَيْبَةَ مَنْ يَنْفِي وَضْعَ الْمَوَازِينِ الْقِسْطِ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ كَمَا أَخْبَرَ الشَّارِعُ، لِخَفَاءِ الْحِكْمَةِ عَلَيْهِ، وَيَقْدَحُ فِي النُّصُوصِ بِقَوْلِهِ : لَا يَحْتَاجُ إِلَى الْمِيزَانِ إِلَّا الْبَقَّالُ والفوَّال! وَمَا أَحرَاهُ بِأَنْ يَكُونَ مِنَ الَّذِينَ لَا يُقِيمُ اللّٰهُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْحِكْمَةِ فِي وَزْنِ الْأَعْمَالِ إِلَّا ظُهُورُ عَدْلِهِ سُبْحَانَهُ لِجَمِيعِ عِبَادِهِ، فَإِنَّهُ لَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ، مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ أَرْسَلَ الرُّسُلَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ، فَكَيْفَ وَوَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ الْحِكَمِ مَا لَا اطِّلَاعَ لَنَا عَلَيْهِ .

''ملحد ومعاند کا یہ قول نا قابل التفات ہے کہ اعمال اعراض ہیں، ان کا وزن نہیں ہوسکتا، وزن تو جسم والی اشیا کا ہوتا ہے! اللہ تعالیٰ اعراض کو اجسام میں تبدیل کر دے گا۔...... پس ثابت ہوا کہ اعمال، عامل اور صحیفوں کا وزن ہوگا، یہ بھی ثابت ہوا کہ ترازو کے دو پلڑے ہوں گے، اس کے ماورا کیا کیفیات ہیں؟ یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمارے ذمہ تو غیب پر ایمان لانا ہے، جیسا کہ سچے نبی ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے، اس میں نہ زیادتی کی جائے اور نہ کمی۔ کتنے بد بخت ہیں وہ لوگ، جو قیامت کے دن عدل کا ترازو قائم ہونے کا انکار صرف اس وجہ سے کرتے ہیں کہ اس کی حکمت پوشیدہ ہے۔ یہ نصوص میں قدح کرتے ہوئے کہتے ہیں: ترازو کی ضرورت تو دکاندار اور سبزی فروش کو ہوتی ہے!! خدشہ ہے کہ ان لوگوں کا شمار ان میں نہ ہو جائے، (کہ کفر کی وجہ سے)

جن کے لیے اللہ تعالیٰ ترازو ہی قائم نہیں کرے گا۔ اگر اعمال کے وزن میں یہی حکمت ہو کہ اللہ تعالیٰ تمام بندوں کے لیے عدل وانصاف کو ظاہر کرے گا، تو اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کس کے پاس یہ وجہ ہو سکتی ہے؟ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو بشیر اور نذیر بنا کر مبعوث کیا۔ (یہ تو ہے ایک حکمت) اس کے علاوہ جن حکمتوں کو ہم نہیں جانتے، معلوم نہیں وہ کیا ہوں گی؟''

(شرح الطّحاوية، ص 419)

❁ علامہ ابن الجوزی ﷫ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

''اگر کوئی کہے: کیا اللہ تعالیٰ اعمال کی مقدار کو نہیں جانتا؟، پھر بھلا ان کا وزن کرنے میں کیا حکمت؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں پانچ حکمتیں پنہاں ہیں؛ ① اس کے ذریعہ دنیا میں لوگوں کے ایمان کا امتحان کرنا ② آخرت میں خوش بختی اور بدبختی کے لیے نشانی ظاہر کرنا ③ بندوں کو معلوم کرانا کہ ان کی نیکیاں کیا ہیں اور برائیاں کیا ہیں؟ ④ بندوں پر حجت قائم کرنا ⑤ اس بات کا اظہار کہ اللہ تعالیٰ عادل ہے، ظلم نہیں کرتا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعمال کو ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے اور بغیر کسی نسیان کے انہیں لکھ دیا ہے۔''

(زاد المَسير في علم التّفسير : 103/2)

اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ غیر محسوس چیزوں کا وزن کرے۔ آج کے دور میں بھی کئی غیر محسوس چیزوں کو ماپا تولا جاتا ہے، مثلاً ہوا کا وزن، بخار کا درجہ، خون کا دباؤ (بلیڈ پریشر)، درجہ حرارت اور بجلی کے یونٹس وغیرہ چیک کرنے کے آلات۔